سپریم کورٹ رپورٹس (1997) SUPP. 4 ایس سی آر

ریاست یو۔ پی

بنام

بھورا اور دیگران

23 اکتوبر 1997

[جی۔ٹی۔ناناوتی اور وی۔این۔کھارے، جسٹسز]

تعزیرات ہند۔ دفعہ 396 کے ساتھ دفعہ 34 پڑھا گیا-قتل کے ساتھ ڈکیتی-ملزم کی شناخت-ٹرائل کورٹ کے ذریعہ سزا-شواہد کی دوبارہ تعریف پر عدالت عالیہ کی طرف سے بری-منعقد، استغاثہ کے گواہ لالٹین اور دو برقی کھمبوں کی روشنی میں تاش کھیل رہے تھے، ایک شمال مشرقی سمت میں اور دوسرا شمال مغربی سمت میں-ملزم ٹوپی اور خاکی وردی پہنے ہوئے تھے۔ چونکہ ملزم شمال مغربی سمت سے اس مقام پر آئے اور استغاثہ کے گواہوں اور ان کے ساتھ موجود دیگر افراد پر فائرنگ کی-چونکہ ملزم شمال مغربی سمت سے آئے تھے، اگر شمال مغربی بجلی کے کھمبے سے گزرتے ہوئے ان کے چہروں پر ٹوپیاں بھی پڑ جاتی تھیں، تو شمال مشرقی سمت میں بجلی کے کھمبے سے روشنی ان کے چہروں پر پڑ جاتی-اس کی وجہ یہ تھی کہ ملزمان نے ٹوپیاں اور خاکی وردی پہن رکھی تھی۔اس لیے شناخت نہیں کی جا سکی، یہ ایک قیاس ہے کیونکہ یہ کسی گواہ کو تجویز نہیں کیا گیا تھا-ملزم استغاثہ کے گواہوں کو معلوم تھے، اور اگر وہ ملزمین کے پہنے ہوئے لباس کے رنگ کو پہچان سکتے تھے، تو وہ ان کے چہروں کو بھی پہچان سکتے تھے-استغاثہ کے گواہ کا رویہ پہلے شمال مغربی سمت میں اپنے بہنوئی کے گھر جانے میں جس کے پاس لائسنس یافتہ بندوق تھی، اور پھر جنوبی سمت میں تھانے کی طرف جانا غیر فطری نہیں تھا، کیونکہ ان سے ٹھنڈے اور اجتماعی انداز میں کام کرنے کی توقع نہیں کی گئی تھی کیونکہ ان پر بدمعاشوں نے حملہ کیا تھا اور اپنے ساتھیوں کو گولی مار کر ہلاک ہوتے دیکھا تھا-طویل عرصے کے بعد سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر کے انصاف کے مقاصد کو پورا کیا جا سکتا تھا۔

اس اپیل میں شامل دونوں مدعاعلیہان پر دفعہ 396 اور دفعہ 341 پی سی کے تحت قتل کا مقدمہ چلایا گیا جبکہ 20 سے 25 دیگر ڈاکوؤں کے ساتھ مل کر قتل کا ارتکاب کیا گیا۔گاؤں کے برہمنوں کے خلاف ایک بغض تھا، کیونکہ قتل کی کوشش کرنے والے افراد میں سے ایک کے چچا برہمن تھے اور اپنی ماں کے ساتھ بھاگ گئے تھے، جسے انہوں نے توہین کے طور پر لیا کیونکہ وہ اہیر تھے۔استغاثہ نے چار گواہوں گواہ استغاثہ- 1، گواہ استغاثہ- 2، گواہ استغاثہ- 4 اور گواہ استغاثہ- 5 سے پوچھ گچھ کی۔گواہ استغاثہ 1 اور گواہ استغاثہ 2 کے مطابق وہ دیگر افراد کے ساتھ گواہ استغاثہ 1 کے گھر کے ایک شیڈ کے نیچے تاش کھیل رہے تھے جہاں ایک لالٹین جل رہی تھی اور وہاں بجلی کے دو کھمبے جل رہے تھے جن پر روشنیاں جل رہی تھیں، ایک شمال مشرقی سمت میں دس سے پندرہ میل کے فاصلے پر اور دوسرا شمال مغربی سمت میں تیس رفتار کے فاصلے پر تھا۔گواہ استغاثہ-1 کے بہنوئی آر آر سے تعلق رکھنے والے ٹیوب ویل کے قریب سے شمال مغربی سمت سے آنے والی کچھ آوازیں سن کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ جیسے ہی وہ اٹھے، ان پر فائرنگ کی گئی اور گواہ استغاثہ- 1 کے قریب کچھ افراد زخمی ہو گئے۔فوری طور پر گواہ استغاثہ ون اس جگہ کو چھوڑ کر شمال مغربی سمت میں آر آر کے مقام پر چلا گیا کیونکہ اس کے پاس لائسنس یافتہ بندوق تھی لیکن اسے مردہ دیکھ کر جنوبی سمت میں بھاگ کر پولیس اسٹیشن چلا گیا، جو ایک میل دور تھا، اور پینتالیس منٹ کے اندر تھانے کے انچارج پولیس افسر کو واقعے کی اطلاع دی۔اس واقعہ کے دوران پانچ افراد ہلاک اور تین افراد شدید زخمی ہو گئے۔

ٹرائل کورٹ نے گواہ استغاثہ- 1، گواہ استغاثہ- 2، گواہ استغاثہ- 4 اور گواہ استغاثہ- 5 کے شواہد پر یقین کیا، کیونکہ اس نے پایا کہ جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا وہاں کافی روشنی تھی اور ان کے پاس دونوں جواب دہندگان کا چہرہ دیکھنے کا کافی موقع تھا، جو انہیں پہلے سے جانتے تھے۔اس لئے ٹرائل کورٹ نے دونوں مدعا علیہان کو دفعہ 396 اور دفعہ 34 آئی پی سی کے تحت قصوروار ٹھہرایا اور دونوں کو موت کی سزا سنائی۔عدالت عالیہ نے کہا کہ استغاثہ یہ ثابت کرنے میں ناکام رہا کہ گواہ ملزم کی شناخت اس وجہ سے کر سکتے تھے کہ ملزم خاکی وردی اور ٹوپیاں پہنے ہوئے تھے، گواہ استغاثہ- 1 اور گواہ استغاثہ- 2 کے پاس دونوں مدعا علیہ ملزمین کو پہچاننے کے لئے کافی وقت یا موقع نہیں تھا کیونکہ ڈاکوؤں نے چھاپہ میں بیٹھے شخص کے اٹھتے ہی فائرنگ شروع کر دی تھی۔عدالت عالیہ نے یہ بھی کہا کہ گواہ استغاثہ- 1 کا عمل پہلے شمال مغربی سمت میں اور پھر جنوبی سمت میں پولیس اسٹیشن جانا غیر فطری تھا۔اس عدالت میں دائر اپیل میں یہ دلیل دی گئی تھی کہ عدالت عالیہ کی جانب سے دی گئی وجوہات کہ گواہ مدعا علیہان کی شناخت نہیں کر سکتے وہ نہ تو مناسب ہیں اور نہ ہی کافی ہیں۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد۔1۔ گواہ استغاثہ- 1اور گواہ استغاثہ- 2کے شواہد پر یقین کیا جانا چاہئے۔عدالت عالیہ کی جانب سے دی گئی وجہ یہ ہے کہ چونکہ ڈاکو خاکی وردی پہنے ہوئے تھے اور چہروں پر سایہ ڈالنے والی ٹوپیاں پہنے ہوئے تھے، اس لیے ان کی شناخت نہیں کی جا سکتی تھی کیونکہ یہ بات کسی گواہ کو بھی تجویز نہیں کی گئی تھی۔اگر گواہ ڈاکوؤں کے پہنے ہوئے کپڑوں کے رنگ کو پہچاننے میں کامیاب ہو جاتے تو یقینی طور پر وہ ان لوگوں کے چہروں کو پہچان سکتے تھے جو انہیں پہلے سے جانتے تھے۔عدالت عالیہ نے عینی شاہدین کے بیان کو قبول کرتے ہوئے کہا کہ گواہ استغاثہ 1 کے گھر کے قریب دو کھمبے تھے اور واقعہ کے وقت ان دونوں پر لائٹس جل رہی تھیں۔جیسا کہ خاکہ دستی اور عینی شاہدین کے شواہد سے معلوم ہوا ہے کہ بجلی کا ایک کھمبہ شمال مشرق میں گواہ استغاثہ ون کے گھر اور دوسرا شمال مغرب کی طرف تھا،ملزم شمال مغربی سمت سے گواہ استغاثہ ایل کے گھر آئے تھے اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ شمالی مغربی بجلی کے کھمبے سے گزرتے ہوئے ان کی ٹوپیاں ان کے چہروں پر سایہ ڈال سکتی ہیں۔پھر دوسرے قطب سے روشنی ان کے چہروں پر پڑ گئی ہوگی۔اس کے علاوہ گواہ استغاثہ ایل اور دیگر لوگ یہ دیکھنے کے لیے کھڑے ہوئے تھے کہ کیا ہو رہا ہے اور وہ حیران نہیں ہوئے۔

[707-جی؛708-ایف؛709-اے]

2۔ جیسے ہی فائرنگ شروع ہوئی اور گواہ استغاثہ 1 کے قریب کھڑے کچھ افراد زخمی ہو گئے، پینتالیس منٹ کے اندر ڈکیتی کے دوران بھی۔

3۔ اس نے پولیس اسٹیشن کے انچارج پولیس افسر کو اس واقعہ کے بارے میں مطلع کیا تھا اور گاؤں کا نام اور دو جواب دہندگان کے نام بتائے تھے، جن کے بارے میں انہوں نے کہا تھا کہ انہوں نے بجلی کی تنگی کی وجہ سے شناخت کی تھی۔عدالت عالیہ نے اس ثبوت کو نظر انداز کر دیا اور مدعا علیہان کی شناخت درج کرنے والے گواہ استغاثہ ایل کے ثبوت کو مسترد کرنے کی غلطی کی۔

[709-ای]

3۔ گواہ استغاثہ 1 پر ڈاکوؤں نے حملہ کیا تھا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو گولی مار کر ہلاک ہوتے دیکھا تھا اس لیے اس سے ٹھنڈے اور جمع انداز میں کام کرنے کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ وہ ایک خوفزدہ شخص تھا اور پہلے شمال مغربی سمت میں آر آر کے ٹیوب ویل پر جانے میں اس کا طرز عمل، کیوں کہ اس کے پاس لائسنس یافتہ بندوق تھی، اسے مردہ پایا، اور پھر جنوبی سمت میں پولیس اسٹیشن جانا غیر فطری نہیں تھا۔ جرح میں تفتیشی افسر کو کچھ نہیں بتایا گیا جس پر بعد میں ایف آئی آر تیار کی گئی۔ آر آر کی لاش تفتیشی افسر کو ٹیوب ویل سے ملی۔ ہائی کورٹ نے یہ مشاہدہ کرتے ہوئے غلطی کی کہ گواہ استغاثہ 1 کو معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ آر آر کو قتل کیا گیا تھا جب اس نے پولیس اسٹیشن میں رپورٹ درج کرائی تھی۔ [F- 709;G-709]

4۔ وقت کے طویل وقفے کے پیش نظر اور کیس کے حقائق اور حالات کے پیش نظر، دونوں مدعا علیہان کی سزائے موت کے حکم کو عمر قید میں تبدیل کر کے انصاف کی تکمیل کی جائے گی۔ [D-710]

فوجداری اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1988 کی فوجداری اپیل نمبر 91۔

1983 کی فوجداری اپیل نمبر 905 میں الہ آباد عدالت عالیہ کے 20.9.88 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے ٹی۔ این۔ سنگھ۔

جواب دہندگان کے لئے ٹی۔ واسندی (اے سی)۔

عدالت کا فیصلہ کس نے سنایا

جسٹس ناناوتی، ریاست نے یہ اپیل فوجداری اپیل نمبر 905/83 اور ریفرنس نمبر 4/83 میں الہ آباد ہائی کورٹ کی طرف سے منظور کیے گئے عام فیصلے اور بری کیے جانے کے حکم کے خلاف دائر کی تھی۔ دونوں مدعا علیہان کو ٹرائل کورٹ نے دفعہ 396 کے تحت قابل سزا جرم کے لئے مجرم قرار دیا تھا جو دفعہ 34 آئی پی سی کے ساتھ پڑھا گیا تھا اور انہیں موت کی سزا سنائی گئی تھی۔

استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ یہاں کے دو مدعا علیہان بھورا اور روشرام سنگھ تقریباً 20 سے 25 ڈاکوؤں کے ساتھ 23.11.78 کو شام 6.30 بجے گاؤں ایمن پورہ گئے، راجہ رام کو قتل کر دیا جو اپنے ٹیوب ویل پر تھا جو کہ اس کے بالکل قریب تھا۔ گاؤں، پھر اوم پرکاش کے گھر گیا اور ان لوگوں پر گولی چلانا شروع کر دی جو اس کے گھر کے چھپر کے نیچے بیٹھے تھے اور پھر اوم پرکاش اور دیگر کے گھروں سے مال لوٹ لیا۔ اوم پرکاش کسی طرح اس جگہ سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ وہ سب سے پہلے راجہ رام کے ٹیوب ویل پر گیا کیونکہ اس کے پاس لائسنس یافتہ بندوق تھی اور جو اس کا بہنوئی تھا لیکن اسے مردہ پا کر پولیس اسٹیشن چلا گیا جو اس کے گاؤں سے تقریباً ایک میل دور تھا۔ انہوں نے پولیس اسٹیشن کے پی۔ آئی انچارج سریندر کمار سنگھ نے بتایا کہ بھورا اور روشرام سمیت تقریباً 25-20 ڈاکو اس کے گاؤں میں آئے ہیں کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو مار ڈالا ہے اور اب بھی ڈکیتی کر رہے ہیں۔ اس کے بعد سریندر کمار سنگھ، ایک پولیس سب انسپکٹر اور 3 کانسٹیبلوں پر مشتمل پولیس پارٹی اوم پرکاش کے ساتھ گاؤں پہنچی۔ وہ سب سے پہلے داتا رام کے گھر گئے۔ جب انہوں نے اپنی شناخت ظاہر کی اور بتایا کہ وہ گاؤں والوں کی مدد کے لیے گاؤں آئے ہیں تو ان کے گھر میں موجود ڈاکوؤں نے فائرنگ کر دی۔ پولیس نے بھی جوابی فائرنگ کی جس کے بعد کچھ دیر تک پولیس اور ڈاکوؤں کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ ہوا۔ کچھ دیر بعد ڈاکو پیچھے ہٹ گئے۔ پولیس نے ایک خاص فاصلے تک ان کا پیچھا کیا لیکن اندھیرے اور جنگل کے گھنے ہونے کی وجہ سے پیچھا چھوڑنا پڑا۔ جب پولیس گاؤں واپس آئی تو انہوں نے دیکھا کہ راجہ رام، جے پرکاش، ماتا پرساد اور گھنڈیری زخموں کی وجہ سے پہلے ہی مر چکے ہیں اور دتا رام، سیارام اور سداما شدید زخمی ہیں۔ اس لیے انہوں نے زخمیوں کو علاج کے لیے اسپتال بھیجنے کا انتظام کیا۔ اس کے بعد تفتیش شروع ہوئی اور دونوں مدعا علیہان اور کچھ دیگر افراد کے خلاف چارج شیٹ داخل کی گئی جو مفرور تھے۔ اس کے بعد دونوں مدعا علیہان پر دفعہ 34 آئی پی سی کے ساتھ پڑھے جانے والے دفعہ 396 کے تحت قابل سزا جرم کا ارتکاب کرنے کا مقدمہ چلایا گیا۔

اپنے مقدمہ کو ثابت کرنے کے لئے استغاثہ نے چار عینی شاہدین اوم پرکاش (گواہ استغاثہ-1)، داتا رام (گواہ استغاثہ-2)، ہردیو (گواہ استغاثہ-4) اور پھولن سنگھ (گواہ استغاثہ-5) سے پوچھ گچھ کی تھی۔ ٹرائل کورٹ نے پایا کہ تقریبا 5 سے 6 سال پہلے اوم پرکاش (گواہ استغاثہ-1) کے چچا جواب دہندگان کی ماں کے ساتھ فرار ہو گئے تھے، کہ جواب دہندگان اہیر ہیں اور جس شخص نے اسے لے گیا تھا وہ برہمن تھا، انہوں نے اسے توہین کے طور پر لیا تھا اور تب سے انہیں ایمن پورہ گاؤں کے برہمنوں کے خلاف بغض تھا۔ لہٰذا،

واقعہ کی تاریخ پر وہ گاؤں گئے تھے، کچھ لوگوں کو قتل کیا تھا اور ڈکیتی کی تھی۔ ٹرائل کورٹ نے چاروں گواہوں کے ثبوتوں پر یقین کیا کی 1 کہ اس نے پایا کہ جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا وہاں کافی روشنی تھی اور ان کے پاس مدعا علیہان کے چہرے دیکھنے کا کافی موقع تھا جو انہیں پہلے سے جانتے تھے۔ ٹرائل کورٹ نے گواہ استغاثہ- 1 اور گواہ استغاثہ- 2 کے شواہد پر بھی یقین کیا کہ اس گاؤں سے بھاگتے ہوئے دونوں جواب دہندگان نے اوم پرکاش کے ساتھ مندرجہ ذیل الفاظ کہہ کر بدسلوکی کی تھی:

''سالے تم عورتوں کو بھگاتے ہو آج تو تم اپنے مہمان یعنی پولیس کو بلا لیا ہے۔ آگے دیکھیں گے۔''

اس لئے ٹرائل کورٹ نے دونوں مدعا علیہان کو آئی پی سی کی دفعہ 396 اور دفعہ 34 کے تحت قصوروار ٹھہرایا۔ ملزمین کے ذریعہ کئے گئے جرم کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے ٹرائل کورٹ نے سوچا کہ ان کو دی جانے والی مناسب سزا موت ہے۔ لہٰذا اس نے انہیں موت کی سزا سنائی۔

چونکہ ملزمان کو سزائے موت سنائی گئی تھی، سزا کی توثیق کے لیے ہائی کورٹ میں ریفرنس بنایا گیا تھا اور ملزمان کی جانب سے ان کی سزا کے خلاف اپیل کو بھی ترجیح دی گئی تھی۔ شواہد کی دوبارہ تعریف پر عدالت عالیہ اس نتیجے پر پہنچی کہ گواہ استغاثہ- 4 ہردیو اور گواہ استغاثہ- 5 پھولن سنگھ نے اس واقعہ کو اس جگہ سے نہیں دیکھا تھا جہاں سے انہوں نے کہا تھا کہ انہوں نے واقعہ دیکھا تھا اور اس لئے وہ یہ کر سکتے تھے۔ نہیں ہے، ملزم کی شناخت کی ہے۔ عدالت عالیہ نے گواہ استغاثہ- 1 اور گواہ استغاثہ- 2 کے شواہد پر یقین کیا کہ وہ دوسروں کے ساتھ اوم پرکاش کے گھر کے 'چھپر' کے نیچے تاش کھیل رہے تھے اور ٹیوب ویل کے کنارے سے آنے والی آواز سن کر وہ اٹھ گئے۔ راجا رام جو شمال مغربی سمت میں تھا۔ عدالت عالیہ نے ان کے شواہد پر بھی یقین کیا کہ مادی وقت میں شیڈ میں جہاں وہ تاش کھیل رہے تھے ایک لالٹین جل رہی تھی اور 2 بجلی کے کھمبے تھے ایک شمال مشرقی سمت میں تقریباً 10- 15 رفتار کے فاصلے پر اور ایک اندر۔ شمال مغربی سمت تقریباً 30 رفتار کے فاصلے پر اور دونوں کھمبوں پر روشنیاں جل رہی تھیں۔ تاہم عدالت عالیہ کا مؤقف تھا کہ تمام ملزمان خاکی وردی میں تھے اور ٹوپیاں پہنے ہوئے تھے، عینی شاہدین مدعا علیہان کی شناخت نہیں کر سکتے تھے۔ عدالت عالیہ کا یہ بھی موقف تھا کہ دونوں گواہوں کے پاس اتنا وقت یا موقع نہیں تھا کہ وہ دونوں مدعا علیہان کو پہچان سکیں کیونکہ ڈاکوؤں نے فائرنگ شروع کر دی تھی جیسے ہی چھپر کے نیچے بیٹھے ہوئے لوگ یہ دیکھنے کے لیے اٹھے کہ کیا

ہو رہا ہے۔ عدالت عالیہ نے ان دو گواہوں کے شواہد کو بھی قبول نہیں کیا کہ بھاگتے ہوئے مدعا علیہان نے مذکورہ بالا بیان اس وجہ سے دیا تھا کہ دتارام نے پولیس کے سامنے ایسا نہیں کہا تھا اور یہ بھی کہ پھولن سنگھ نے اپنے شواہد میں کہا ہے۔ پولیس کے گاؤں آنے کے بعد انہوں نے کسی ڈاکو کو کچھ کہتے ہوئے نہیں سنا۔ محرکات کے شواہد کے حوالے سے عدالت عالیہ کا موقف تھا کہ جیسا کہ اغوا کا واقعہ کچھ سال پہلے پیش آیا تھا جو کہ مدعا علیہان کے لیے اس جرم کے ارتکاب کی وجہ نہیں بن سکتا تھا۔ عدالت عالیہ نے اوم پرکاش گواہ استغاثہ-1 کے ثبوت پر یقین نہ کرنے کی ایک اور وجہ بتائی ہے۔ اس نے پہلے راجارام کے ٹیوب ویل پر جانا جو شمال مشرقی سمت میں تھا اور پھر پولیس اسٹیشن جو کہ جنوب میں تھا اس کے طرز عمل کو غیر فطری سمجھا۔ لہٰذا عدالت عالیہ نے کہا کہ استغاثہ یہ ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے کہ اس دن گاؤں میں ڈکیتی کی واردات کرنے والے ڈاکوؤں میں مدعا بھی شامل ہے۔

اپیل کنندہ کے وکیل نے موقف اختیار کیا کہ عدالت عالیہ کی جانب سے گواہوں کی جانب سے جواب دہندگان کی شناخت نہ کرنے کی جو وجوہات دی گئی ہیں وہ نہ تو مناسب ہیں اور نہ ہی کافی ہیں۔ اس نے ہمیں گواہان استغاثہ 1، 2، 4، 5 اور 6 کے ثبوت کے ذریعے لیا ہے۔ جن میں سے سبھی نے اوم پرکاش کے گھر کے قریب دو بجلی کے کھمبوں کی موجودگی کے بارے میں بتایا ہے۔ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے شواہد کا یہ حصہ تقریباً غیر چیلنج ہی رہا ہے۔ دفاع کی طرف سے اس سلسلے میں صرف ایک ہی کوشش کی گئی تھی کہ گواہ استغاثہ- 2 سے یہ سوال کیا جائے کہ کیا اس نے پولیس افسر کی توجہ اوم پرکاش کے گھر کے مغرب میں بجلی کے دوسرے کھمبے کی موجودگی کی طرف مبذول کرائی تھی۔ ممکنہ طور پر یہ سوال ان کے سامنے رکھا گیا تھا کیونکہ تفتیشی افسر کے ذریعہ تیار کردہ سائٹ پلان میں اوم پرکاش کے گھر کی مغربی سمت میں واقع دوسرا کھمبہ نہیں دکھایا گیا ہے۔ تفتیشی افسر نے اپنے شواہد میں کہا ہے کہ اوم پرکاش کے اطلاع ملنے پر وہ فوراً گاؤں گئے تھے اور اس وقت انہوں نے دیکھا کہ بجلی کے دونوں کھمبوں پر بتیاں جل رہی ہیں۔ اس کے ثبوت کا یہ حصہ جرح میں غیر چیلنج رہا ہے۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے عدالت عالیہ نے گواہوں کے اس بیان کو قبول کیا ہے کہ اوم پرکاش کے گھر کے قریب دو کھمبے تھے اور واقعہ کے وقت ان دونوں پر بتیاں جل رہی تھیں۔ یہ جسم کا معاملہ نہیں تھا کہ روشنی اتنی ناکافی تھی کہ 30 پیس کے فاصلے سے بجلی کے کھمبے کے قریب کھڑے شخص کی شناخت نہیں ہو سکتی تھی۔ عدالت عالیہ کی طرف سے یہ وجہ بتائی گئی کہ ڈاکو چونکہ خاکی وردی پہنے ہوئے تھے اور ٹوپیاں پہنے ہوئے تھے کہ ان کی شناخت نہیں ہو سکتی تھی، ایک قیاس کی نوعیت سے زیادہ معلوم ہوتا ہے، کیونکہ کسی گواہ کو یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ ٹوپی

پہننے کی وجہ سے جواب دہندگان کی طرف سے ان کے چہروں پر سایہ تھا اور اس لیے انہیں پہچاننا ممکن نہیں تھا۔ عدالت عالیہ کے استدلال کی تعریف کرنا مشکل ہے۔ اگر گواہ ڈاکوؤں کے پہنے ہوئے کپڑوں کا رنگ پہچان لیتے تو یقیناً وہ اپنے جاننے والوں کے چہرے بھی پہچان سکتے تھے۔ جیسا کہ سائٹ پلان اور گواہوں کے شواہد سے دیکھا گیا ہے، ایک بجلی کا کھمبہ اوم پرکاش کے گھر کے شمال مشرق کی طرف تھا اور ایک شمال مغرب کی طرف تھا۔ ملزمان شمال مغربی سمت سے آئے تھے اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ شمال مغربی بجلی کے کھمبے سے گزرتے ہوئے ان کی ٹوپیاں ان کے چہروں پر سایہ کر سکتی تھیں تو دوسرے کھمبے سے روشنی ان کے چہروں پر پڑی ہوگی۔ اوم پرکاش اور دوسرے لوگ یہ دیکھنے کے لیے کھڑے تھے کہ کیا ہو رہا ہے۔ اس طرح وہ حیرت زدہ نہیں ہوئے۔ لہٰذا، ان کے ثبوت جو انہوں نے کھڑے ہو کر دیکھا کہ گھر سے 30- 35 قدم کے فاصلے پر تقریباً 20- 25 افراد موجود ہیں، ان پر یقین کیا جانا چاہیے۔ عدالت عالیہ کی طرف سے اوم پرکاش اور داتارام کے شواہد کو ماننے کے لیے جو وجوہات دی گئی ہیں، ان کو مناسب اور کافی نہیں مانا جا سکتا اور ہم سمجھتے ہیں کہ ان کے شواہد پر یقین کیا جانا چاہیے۔ عدالت عالیہ نے اس حقیقت کو نظر انداز کیا کہ جیسے ہی فائرنگ شروع ہوئی اور ان کے ساتھ کھڑے کچھ لوگ زخمی ہوئے اوم پرکاش وہیں سے چلے گئے اور پولیس اسٹیشن چلے گئے۔ اس نے تھانہ انچارج پولیس افسر کو اطلاع دی کہ تقریباً 20- 25 ڈاکو گاؤں میں آئے ہیں اور اس کے گھر میں ڈکیتی کر رہے ہیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ انہوں نے جئے پرکاش، راجہ رام اور رگندھاری کو قتل کیا تھا اور دیگر افراد کو بھی زخمی کیا گیا تھا۔ اس نے مزید بتایا کہ اس نے منڈان پور گاؤں کے بھورا اور وشرام کو بجلی کے دو کھمبوں کی روشنی میں پہچانا تھا۔ اس طرح 45 منٹ کے اندر جب گاؤں میں ڈکیتی ہو رہی تھی، اوم پرکاش نے بتایا کہ اس نے ان میں سے دو کو بجلی کی روشنی کی وجہ سے پہچانا تھا۔ اگر عدالت عالیہ نے اوم پرکاش کی زبانی گواہی کے ساتھ اس ثبوت کے ٹکڑے پر غور کیا ہوتا تو شاید وہ مدعا علیہان کی شناخت کے حوالے سے ان کے ثبوت کو رد کرنے کی غلطی نہ کرتا۔ عدالت عالیہ نے اس وقت بھی غلطی کی جب اس نے مشاہدہ کیا کہ اوم پرکاش کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ راجہ رام کو قتل کیا گیا تھا جب اس نے پولیس اسٹیشن میں رپورٹ درج کرائی تھی۔ اس نے اس کی طرف سے دی گئی وضاحت کو رد کر دیا کہ وہ سب سے پہلے راجہ رام کے ٹیوب ویل پر گیا تھا اور اس وجہ سے اسے راجہ رام کی موت کا علم ہوا تھا۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا عدالت عالیہ نے اس گواہ کے طرز عمل کو غیر فطری پایا کیونکہ ٹیوب ویل شمال مغربی سمت میں تھا اور پولیس اسٹیشن جنوبی سمت میں واقع تھا۔ عدالت عالیہ کا یہ استدلال ہمیں انتہائی غیر معقول معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایک شخص جس پر ڈاکوؤں نے حملہ کیا تھا اور اپنے ساتھیوں کو گولی مار کر ہلاک ہوتے دیکھا تھا اس سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ ٹھنڈے اور

اجتماعی انداز میں کام کرے۔وہ ایک خوفزدہ شخص تھااوراس نے پہلے راجہ رام کے ٹیوب ویل پر جانا مناسب سمجھا کیونکہ اس کے پاس لائسنس یافتہ بندوق تھی۔اس طرح کے طرزعمل کو شاید ہی غیر فطری قرار دیا جائے۔

جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ استغاثہ کے ثبوتوں کو مسترد کرنے کے لئے عدالت عالیہ کی طرف سے دی گئی وجوہات بالکل بھی مناسب نہیں ہیں اوراس کی وجہ سے انصاف کی ناکامی ہوئی ہے،لہذا عدالت عالیہ کے ذریعہ منظور کردہ بریت کے حکم کو منسوخ کرنا پڑے گا۔

نتائج میں ہم اس اپیل کی اجازت دیتے ہیں،مدعاعلیہان کی بریت کو رد کرتے ہیں اورانہیں آئی پی سی کی دفعہ 396اور 34 کے تحت مجرم ٹھہراتے ہیں۔اگرچہ ہم اس طرح ٹرائل کورٹ کے ذریعے دیے گئے فیصلے اور حکم کو بحال کر رہے ہیں،لیکن ہمیں نہیں لگتا کہ ہمیں اس کے ذریعے دی گئی سزا کے حکم کو بھی بحال کرنا چاہیے۔وقت کے طویل وقفے کے پیش نظر اور کیس کے حقائق اور حالات کی وجہ سے،ہماری رائے ہے کہ اگر دو1 ول مدعاعلیہان کو عمر قید کی سزا دینے کا حکم دیا جائے تو انصاف کا خاتمہ ہوگا۔وہ سزا کی بقیہ مدت پوری کرنے کے لئے تحویل میں ہتھیار ڈال دیں گے۔ریاست کو یہ بھی ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اس مقصد کے لئے جیل میں ان کی موجودگی کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات کرے۔

وی۔ایس

اپیل منظور کی جاتی ہے۔

Sheikh Javiad Alam
2024.08.03 15:39
I am the author of this
document